بڑی

شان والے

ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ

03212094919

تمھید

الحمدللہ دوسالوں سے صفر المظفر اور ربیع الاول شریف میں قسط وار تحریر کا سلسلہ رہاہے اور تمام ہی تحریروں کو عوام و علمانے کافی پسند کیا۔اس سال بھی قسط وار تحریر کا ارادہ تھا مگر موضوع فائنل نہیں کر پایا۔اتفاق سے میں نے فتاوی رضویہ شریف کی 30ویں جلد کا مطالعہ شروع کیا،اس جلد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کئی پہلو بیان کیے گئے ہیں اور جب اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیان کریں تو اس کا انداز ہی کچھ اور ہوتا ہے اور پڑھتے ہوئے مزے کو بھی مزا آجاتا ہے۔اسی جلد میں ایک رسالہ ہے جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام نبیوں پر فضیلت کو قرآن و حدیث و اقوال صحابہ سے بڑے ہی عشق بھرے انداز میں ثابت کیا گیاہے،اس رسالے کو شروع کرتے ہی میں نے ذہن بنایا کہ اس مرتبہ اس رسالے کا قسط وار خلاصہ کرنا ہے، تو میں نے تلخیص کا کام شروع کردیا،الحمد للہ کام محرم الحرام کے آخری عشرے میں مکمل ہوگیا اور مجھ سے صبر نہیں ہوا اس لئے میں نے ابھی سے اس تحریر کو فارورڈ کرنے کا ارادہ کیاہے،اللہ پاک اس کو قبول فرمائے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نظر کرم نصیب فرمائے۔

نوٹ: میں نے اس تحریر میں رسالے کو مختصر اور آسان کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے سارے حوالوں کو ذکر نہیں کیا کیونکہ عشاق کے لئے فتاوی رضویہ کا حوالہ کافی ہے جو تخریج کا شوق رکھتا ہو تو رسالے کا مطالعہ کرے،اس کے علاوہ ایک ہی مفہوم کی احادیث میں سے چند کو ذکر کیاہے۔البتہ میں نے قرآن پاک کی آیات کو اعراب اور آیت نمبر کے ساتھ ذکر کیاہے۔

تعارف

نبی پاک ﷺ تمام رسولوں سے افضل ہیں، یہ بات بالکل واضح ہے مگر بعض بدمذہبوں نے اس پر قرآن و حدیث سے دلائل مانگے، یہ مسئلہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بھیجا گیا، جس کے جواب میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث سے اتنے دلائل دیے کہ یہ 137 صفحات کا رسالہ بن گیا جس کا نام اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین رکھا یعنی یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی ﷺ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

اپنی عادت مبارکہ کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے خطبہ تحریر فرمایا، اگر خطبے کو بغور پڑھا جائے تو اسی میں افضلیت پر دلائل بھی لکھ دیے۔ خطبے کے بعد آپ نے کلام شروع فرمایا.

نبی پاک ﷺ کا تمام رسولوں سے افضل ہونا اور تمام مخلوق سے اعلی اور ان کا سردار ہونا قطعی، یقینی، اجماعی مسئلہ ہے جس میں اختلاف صرف گمراہ بددین ہی کرے گا۔ قیامت کے دن سارا حال کھل جائے گا جب ساری مخلوق کو جمع کیا جائے گا اور سارے مجمعے کا سردار حضور ﷺ کو بنایا جائے گا، سارے انبیاء کرام علیہم السلام بھی حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہونگے، نبی پاک ﷺ کی تعریف بیان کی جارہی ہوگی، جو آج ان کی عظمتوں کو تسلیم کرنے والے ہیں کل قیامت میں خوشیاں منارہے ہونگے اور جو منکر ہیں ان کے پاس حسرت کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا عجیب بات ہے کہ کہنے والے یہ کہیں کہ قرآن و حدیث میں دلیل نہیں پائی حالانکہ مسئلہ بالکل واضح ہے، دلیل بے شمار ہیں، آیات کثیر ہیں، احادیث ان گنت ہیں، اگر میرے پاس وقت ہوتو اس عقیدے کی تحقیق میں اتنا لکھ دوں کہ کئی جلدیں ہوجائیں، مگر فی الحال دس آیات اور سو حدیثیں ذکر کروں گا تاکہ جتنا وقت میسر ہے اس میں حاجت بھی پوری ہوجائے اور مومن کے دل کو سکون ہو اور بدباطن خاک میں مل جائیں۔

آیات قرآنیہ

آیت 1

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَاؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ(۸۱) فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(۸۲)

اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس وہ عظمت والا رسول تشریف لائے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو گا تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا:(اے انبیاء!) کیا تم نے (اس حکم کا) اقرار کرلیا اور اس (اقرار) پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب نے عرض کی، ''ہم نے اقرار کرلیا'' (اللہ نے) فرمایا، ''تو (اب) ایک دوسرے پر (بھی) گواہ بن جاؤ اور میں خود (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ۔ پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد روگردانی کرے گا تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔

(سورہ آل عمران، آیت 82-81)

محدثین اس آیت کی تفسیر میں مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت کو پیش کرتے ہیں: اللہ پاک نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء علیھم السلام بھیجے سب سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ نبی ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے بھی اس طرح کا وعدہ لے۔

اس عہد کے مطابق ہمیشہ ہی تمام انبیاء کرام علیھم السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف، مقام ومرتبے کو بیان فرماتے رہتے تھے اور اپنی محافل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ونعت سے زینت بخشتے اور اپنی امتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ عیسی علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا تھا

" مُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأۡتِي مِنۢ بَعۡدِي ٱسۡمُهُۥٓ أَحۡمَدُ "

ان عظیم رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے

(سورۃ الصف، آیت 6)

ابن عساکر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: شروع سے سب امتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشیاں مناتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اپنے دشمنوں پر کامیابی کا سوال کرتیں، یہاں تک کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین امت وبہترین زمانے اور بہترین اصحاب اور بہترین شہر میں ظاہر فرمایا۔

اسی عہد کی وجہ سے حدیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسی (علیہ السلام) دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کے پاس گنجائش نہ ہوتی۔

اور یہی وجہ ہے کہ جب آخری زمانے میں حضرت عیسی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو اگرچہ وہ منصب نبوت ورسالت پر فائز ہونگے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت پر عمل کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی ونائب امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

بہر حال جو آیت بیان کی گئی اگر مسلمان اسی میں غور کریں تو واضح ہو جائے گا کہ نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں۔

آیت "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ" سے حاصل ہونے والے مزید نکات اس آیت پر غور کریں کس قدر اس میں تاکیدات موجود ہیں اور کتنے اہتمام کے ساتھ اس آیت کو بیان فرمایا گیا

1۔ انبیاء کرام معصومین ہیں، ان سے حکم الہی کا خلاف ہو ہی نہیں سکتا، اگر انہیں مختصرا اور بغیر تاکید کے بھی حکم ہوتا تو کافی تھا مگر اس پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد لیا گیا اور یہ عہد عہدِ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کے بعد دوسرا عہد تھا، جیسے کلمے میں لاالہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ سب سے پہلا فرض اللہ پاک کی ربوبیت کا یقین رکھنا ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانا۔

2۔ اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(شروع میں لام ہے اور اس پر زبر ہے، عربی گرامر کے اعتبار سے یہ لام کسی بات میں تاکید کو بڑھا دیتا ہے جس کا ترجمہ اردو میں "لازمی / ضرور" سے کیا جاتا ہے)

3۔ نون تاکید۔

4۔ اور وہ بھی ثقیلہ لایا گیا کہ تاکید میں مزید اضافہ کر دیا۔

(آخر میں نون ہے اور اس پر تشدید لگی ہوئی ہے، عربی گرامر کے اعتبار سے اس کو نون تاکید ثقیلہ کہا جاتا ہے یعنی ایک تو نون وہ والا لایا گیا جس میں تاکید ہوتی ہے، اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک تشدید کے ساتھ جسے ثقیلہ کہتے ہیں دوسری بغیر تشدید اس کو خفیفہ کہتے ہیں، ثقیلہ میں تاکید زیادہ ہوتی ہے، یہاں بھی نون تاکید ثقیلہ لایا گیا)

5۔ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ

فرمانے کے بعد ابھی انبیاء کرام علیھم السلام کے جواب سے پہلے خود فرمایا:"

ءَاَقۡرَرۡتُمۡ "کیا اس حکم کا اقرار کرتے ہو؟

6۔ اتنا ہی نہیں بلکہ فرمایا:

وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ ؕ صرف اقرار نہیں بلکہ بھرپور ذمہ داری لو۔

7۔ آیت میں عَلیٰ ھذا کی جگہ عَلٰى ذٰلِكُمۡ فرمایا۔

(ھذا قریب کے لئے ہوتا ہے اور ذلک دور کے لئے، جب ھذا کی جگہ ذلک لگایا جائے تو ایک وجہ اس چیز کی عظمت بیان کرنا ہوتی ہے، یہاں قریب والی چیز کے لئے ذلک لا کر اشارہ فرمایا گیا کہ یہ عظمت والا عہد ہے)

8۔ مزید یہ کہ فرمایا: فَاشۡهَدُوۡا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ ان پاک ہستیوں کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اقرار کر کے معاذ اللہ مکر جائیں گے۔

9۔ پھر کمال یہ کہ ان کی گواہیوں پر اکتفانہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا

وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

10۔ سب سے زیادہ اہم یہ کہ اتنی تاکیدوں کے بعد حالانکہ انبیاء کرام معصوم ہیں، فرمایا جاتا ہے۔

فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ

پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد روگردانی کرے گا تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔

اللہ اکبر! یہ وہی انداز اور اہتمام ہے جو اللہ پاک نے فرشتوں سے اپنی توحید کو بیان کرتے ہوئے اختیار فرمایا:

وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّىٓ إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِۦ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلظَّٰلِمِينَ

اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ظالموں کو۔

(سورہ الانبیاء، آیت 29)

گویا فرمایا جارہا ہے کہ جس طرح ہمیں ایمان کے پہلے جز لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے اسی طرح دوسرے جز محمد رسول اللہ کا بھی ہے، میں سب کا خالق و مالک کہ فرشتے بھی میری بندگی سے پھر نہیں سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول اور سردار کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت کے دائرے میں داخل ہوئے۔

آیت 2

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ (۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

(سورہ الانبیاء، آیت 107)

عالمین عالَم کی جمع ہے اور اللہ پاک کے علاوہ جو کچھ ہے اس کو عالَم کہتے ہیں جس میں انبیاء و فرشتے بھی داخل ہیں۔ تو لازمی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر رحمت اور رب کی نعمت ہوئے اور وہ سب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے فیض حاصل کررہے ہیں۔

آیت 3

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا (سورہ ابراہیم، آیت 4)

علما فرماتے ہیں: یہ آیت دلیل ہے کہ تمام انبیاء سابقین خاص اپنی قوم کے پاس بھیجے جاتے تھے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کی طرف بھیجے گئے ہیں

اللہ پاک نے فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ

اور قومِ عاد کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو بھیجا

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ

اور قومِ ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ

اور (ہم نے) لوط کو بھیجا، جب اس نے اپنی قوم سے کہا

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ

اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا

(سورۃ الاعراف، آیت 85،80،73،65،10359)

وَتِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ

اور یہ ہماری مضبوط دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا فرمائی

(سورۃ الانعام، آیت 83)

وَ اَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ ۚ

اور ہم نے اسے (یونس کو) ایک لاکھ بلکہ زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔

(سورۃ الصفت، آیت 147)

وَ رَسُوۡلًا اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ

اور (وہ عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا۔

(سورہ آل عمران، آیت 49)

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا:

وكانَ النبيُّ يُبْعَثُ إلى قَوْمِهِ خاصَّةً

نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

(بخاری)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ(۲۸)

اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

(سورۃ سبا، آیت 28)

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا

تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں

(سورہ الاعراف، آیت 158)

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ (۱)

وہ (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سُنانے والا ہو۔

(سورہ الفرقان، آیت 1)

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

أُرسِلتُ إلى الخَلْقِ كافَّةً

میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں

(مسلم)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إنَّ اللهَ تعالىٰ فضَّلَ محمدًا صلّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ على الأنبياءِ وعلى أهلِ السماءِ

بے شک اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و فرشتوں سے افضل کیا۔

حاضرین نے فضیلت کی وجہ پوچھی، فرمایا: اللہ پاک نے اور رسولوں کے لئے فرمایا ہے: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جنس وانس کا رسول بنایا۔

(بیہقی، دارمی، طبرانی، ابو یعلی)

علماء کرام فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تمام جن و انس کو شامل ہونا اجماعی ہے، اور محققین کے نزدیک فرشتوں کو بھی شامل، بلکہ تحقیق یہ ہے کہ زمین و آسمان و

پتھر و درخت و پہاڑ و سمندر تمام ہی اس میں داخل ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ شَيْءٍ إِلاَّ يَعْلَمُ أَنِّي رسولُ اللهِ، إلا كَفَرَةُ الجِنِّ والإِنسِ

ہر چیز مجھے اللہ کا رسول جانتی ہے سوائے بے ایمان جن و آدمی کے۔

(المعجم الکبیر)

اب دیکھیں یہ آیت کتنی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے پر دلیل ہے۔

1-انبیاء سابقین ایک ایک شہر کے نبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے زمین و آسمان کے بادشاہ۔

2- نبوت بہت بھاری منصب ہے اور اس کو اٹھانا بہت دشوار ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡكَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا (۵)

بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔

(سورۃ مزمل، آیت 5)

اسی لئے موسی وہارون علیہما السلام جیسے بلند ہمت والوں کو جب فرعون کے پاس تبلیغ کے لئے بھیجا تو پہلے ہی فرما دیا گیا

وَ لَا تَنِیَا فِیۡ ذِكۡرِیۡ (۴۲)

اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(سورہ طہ، آیت 42)

پھر جس کی رسالت ایک خاص قوم کی طرف ہو اس کی مشقت اسی حد تک ہو گی لیکن جس کی رسالت نے انس و جن، مشرق و مغرب کو گھیرا ہوا ہے اس کی مشقت کا کیا عالم ہو گا۔ پھر جیسی

مشقت ویساہی اجر بھی دیا جاتا ہے۔

3- کام جتنا عظیم ہو اس کے لئے ویسا ہی عظمت والا شخص درکار ہوتا ہے، لہذا دیگر انبیاء کرام علیھم السلام اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ کی رسالتوں میں جو فرق ہے وہی فرق تمام رسولوں اور ہمارے آقا رسول الکل صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب کے درمیان ہے۔

4- حکمت والے کی شان یہ ہے کہ جس بلند مرتبے کا آدمی ہو اسے ویسے ہی عالیشان کام پر مقرر کیا جاتا ہے۔

5- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب کو شامل۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اسی لئے علماء کرام واضح طور پر فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوہ میں فرماتے ہیں:

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے بڑھ کر ہے لہذا اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی رسالت کو انسانوں میں ہی نہ رکھا بلکہ جن اور انسان لے لئے عام کر دیا بلکہ جن و انس میں بھی منحصر نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔ چناچہ اللہ پاک جس کا پروردگار ہے محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

6- جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لئے سامان زیادہ۔ اور یہاں سامان تائید الٰہی اور تربیت ربانی ہے جو انبیاء کرام علیھم السلام کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ تو لازمی طور پر جو علوم اور راز کی باتیں نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئیں وہ دیگر تمام نبیوں کے علوم و معارف سے زیادہ ہی ہو نگی۔
پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ انبیاء کرام کو امانت کی ادائیگی اور رسالت کی تبلیغ میں کن کن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

1-حِلم، کہ گستاخی کفار پر تنگ دل نہ ہوں۔

وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور ان کی ایذا پر در گزر کر دو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

(سورہ الاحزاب، آیت48)

2-صبر، کہ ان کی اذیتوں سے نہ گھبرا جائیں۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

تو(اے حبیب!)تم صبر کرو جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا

(سورہ الاحقاف، آیت35)

3-تواضع، تاکہ ان کی صحبت کو ناپسند نہ کیا جائے۔

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ(۲۱۵)

اور اپنے پیروکار مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔

(سورہ الشعراء، آیت215)

4-نرمی، کہ دل ان کی طرف مائل ہوں۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ

تو اے حبیب! اللہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں

(سورہ ال عمران، آیت159)

5-رحمت، کہ فیض ملنے کا ذریعہ ہوں۔

وَ رَحۡمَةٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ؕ

اور تم میں جو مسلمان ہیں ان کیلئے رحمت ہیں

(سورہ التوبہ، آیت 61)

6-بہادری، کہ دشمنوں کی کثرت سے بے خوف رہیں۔

اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۰﴾ ۖ

بیشک میری بارگاہ میں رسول ڈرتے نہیں۔

(سورہ النمل، آیت 10)

7-سخاوت، کہ دلوں میں خوشی داخل کرنے کا سبب ہوں، اس لئے کہ انسان احسان کا غلام ہے اور دلوں میں پیدائشی طور پر احسان کرنے والے کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

وَ لَا تَجۡعَلۡ یَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰی عُنُقِكَ

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو

(سورہ بنی اسرائیل، آیت 29)

8-معاف کرنا، کہ نادان لوگ فیض پا سکیں۔

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَ اصۡفَحۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾

تو انہیں معاف کردو اور ان سے درگزر کرو بیشک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

(سورہ المائدہ، آیت 13)

9-قناعت، کہ معاذ اللہ جاہل لوگ یہ نہ کہیں کہ نبوت کا دعوی دنیا حاصل کرنے کیلئے کیا ہے۔

لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ

تم اپنی نگاہ اس مال و اسباب کی طرف نہ اٹھاؤ جس کے ذریعے ہم نے کافروں کی کئی قسموں کو فائدہ اٹھانے دیا ہے

(سورہ الحجر، آیت 88)

10-عدل، کہ امت میں اس کو قائم کریں

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ

اور اگر آپ ان میں فیصلہ فرمائیں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں۔

(سورہ المائدہ، آیت 42)

11-کمال عقل، کہ فضیلت کی اصل ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب شہروں کے رہنے والے مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔

(سورہ یوسف، آیت 109)

یہ سارے خزانے ہیں جو ان حقیقی سرداروں یعنی انبیاء کرام کو عطا ہوئے، تو جس کی سلطنت عظیم اس کے خزانے بھی عظیم۔

حدیث میں ہے:

إنَّ اللهَ تعالى يُنْزِلُ المَعونةَ على قدرِ المؤنةِ، و يُنْزِلُ الصَّبرَ على قدرِ البلاءِ

(کنز العمال)

بے شک اللہ پاک ذمہ داری کے مطابق مشقت نازل فرماتا ہے اور آزمائش کے مطابق صبر نازل فرماتا ہے۔

تو ضروری ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اوصاف اور خوبیوں میں تمام انبیاء سے زیادہ کامل اور اعلی ہیں۔ اسی لئے خود ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخلاقِ

(بیہقی)

میں حسن اخلاق کو پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوا۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے 71 آسمانی کتابوں میں لکھا دیکھا کہ دنیا کی پیدائش سے قیام قیامت تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی ہے وہ سب مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے آگے ایسی ہی ہے جیسے دنیا کے تمام ریگستان کے سامنے ریت کا ایک دانہ۔

آیت 4

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی

(سورہ البقرہ، آیت 253)

علماء فرماتے ہیں کہ یہاں "بعض" سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انھیں سب نبیوں پر بلندی اور عظمت عطا فرمائی۔

آیت 5

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ﴿ؕ۲۸﴾

وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کردے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

(سورہ الفتح، آیت 28)

اس امت کے بارے میں فرمایا:

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ

(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی

(سورہ آل عمران، آیت 110)

ان آیات کریمہ سے پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام پچھلے ادیان سے اعلی اور اکمل، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سب امتوں سے افضل ہے۔ تو لازمی بات ہے کہ اس دین کا لانے والا اور اس امت کا آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب دین و امت والوں سے افضل و اعلی۔

آیت 6

قرآن پاک میں انبیاء کرام کو نام لے کر پکارا گیا

یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُکَ الۡجَنَّۃَ

اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو

(سورہ البقرہ، آیت 35)

يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ

اے نوح! ہماری طرف سے اس سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ کشتی سے اترو

(سورہ ھود، آیت48)

وَ نَادَيۡنٰهُ اَنۡ يّٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ (۱۰۴) قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۚ

اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم !۔ بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا

(سورہ الصفت، آیت104-105)

يّٰمُوۡسٰۤى اِنِّىۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ (۳۰)

اے موسیٰ! بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

(سورہ القصص، آیت30)

يٰعِيۡسٰۤى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ

اے عیسیٰ! میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا

(سورہ آل عمران، آیت55)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ

اے داوٗد! بیشک ہم نے تجھے زمین میں (اپنا) نائب کیا

(سورہ ص، آیت26)

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ

اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں

(سورہ مریم، آیت7)

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ‌ؕ

اے یحیٰ! کتاب کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو (سورہ مریم، آیت12)

مگر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور القاب سے یاد کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ

اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں رسول کیا۔

(سورہ الاحزاب، آیت 45)

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ

اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اس کی تبلیغ فرمادیں

(سورہ المائدہ، آیت 67)

يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ(۱)

اے چادر اوڑھنے والے۔

(سورہ المزمل، آیت 1)

يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ(۱)

اے چادر اوڑھنے والے۔

(سورہ المدثر، آیت 1)

يٰسٓ(۱) وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ(۲) اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ(۳)

یس۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔ بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔

(سورہ یس، آیت 1 تا 3)

طٰهٰ(۱) مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤى(۲)

طٰہٰ۔ اے حبیب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہیں نازل فرمایا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

(سورہ طٰہٰ، آیت 2-1)

ہر عقل مند جانتا ہے کہ جو ان خطابوں کو سنے گا تو فورا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر نبیوں کا فرق جان جائے گا۔ بالخصوص یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ اور یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ تو ایسے پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت جانتے ہیں۔ ان آیتوں کے نزول کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے لیٹے تھے، تو اسی حالت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد فرما کر ندا دی گئی۔

مزید توجہ طلب بات یہ ہے کہ یہودی اور مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نامناسب انداز میں گفتگو کرتے، قرآن کریم نے ان کی باتوں کو بیان کیا اور ان کا بار ہا رد کیا مگر ان گستاخوں کی بے ادبی والی نام لے کر پکارنے والی عادت کو کبھی ذکر نہ کیا البتہ جہاں انھوں نے وصف کریم سے ندا کی اگرچہ ان کی نیت ادب کی نہ بھی ہو اسے قرآن پاک نے بیان کیا:

وَ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ

اور کافروں نے کہا: اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے!

(سورہ الحجر، آیت 6)

جبکہ دیگر انبیاء کرام کو ان کے دور کے کافروں نے جیسے پکارا قرآن نے ویسے ہی بیان کر دیا۔

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

کافروں نے کہا: اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا۔

(سورہ ھود، آیت 32)

قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ (۶۲)

کافروں نے کہا: اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے؟

(سورہ الانبیاء، آیت 62)

قَالُوۡا یٰمُوۡسَی ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَہِدَ عِنۡدَکَ ۚ

کافر کہتے، اے موسیٰ! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔

(سورہ الاعراف، آیت 134)

وَ قَالُوۡا یٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

کفار کہنے لگے: اے صالح! اگر تم رسول ہو تو ہم پر وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں وعیدیں سناتے رہتے ہو۔

(سورہ الاعراف، آیت 77)

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَہُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ

انہوں نے کہا: اے شعیب! تمہاری زیادہ تر باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آرہیں۔

(سورہ ھود، آیت 91)

بلکہ اس زمانے میں اطاعت گزار لوگ بھی انبیاء کرام کو اسی طرح پکارتے تھے، اور قرآن پاک نے اسی طرح ان سے نقل فرمائی،

عیسی علیہ السلام کے حواریوں نے کہا:

اِذۡ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ہَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ رَبُّکَ اَنۡ یُّنَزِّلَ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

یاد کرو جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک دستر خوان اُتار دے؟

(سورہ المائدہ، آیت 112)

موسیٰ علیہ السلام کے اسباط نے کہا:

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ

اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر ہر گز صبر نہیں کر سکتے۔

(سورہ البقرہ، آیت 61)

جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ اہتمام فرمایا کہ اس امت پر اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

اے لوگو! رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسانہ بنالو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے،

(سورہ النور، آیت 63)

بلکہ یوں عرض کرنے کی تلقین کی گئی

یا رسول اللہ ، یا نبی اللہ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالی علیک و سلم و علی اٰلک اجمعین۔

ابن عباس رضی اللہ عنھما سورہ نور والی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں:

پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا اباالقاسم کہا جاتا تھا، اللہ پاک نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے اس طرح پکارنے سے منع فرمادیا، پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان یارسول اللہ کہا کرتے۔

امام حسن بصری اور امام سعید بن جبیر رضی اللہ عنھما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ پاک فرماتا ہے: **یا محمد** نہ کہو بلکہ **یا نبی اللہ، یا رسول اللہ** کہو۔

اسی وجہ سے ہمارے علمانے یہ مسئلہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا **حرام** ہے۔

اور واقعی یہی انصاف ہے جسے اس کا خالق ومالک نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ ادب کے راستے کو چھوڑ دے، بلکہ امام زین الدین مراغی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محققین نے فرمایا:

اگر یہ لفظ یعنی **یا محمد** کسی دعا میں ہو تو اس کی جگہ **یا رسول اللہ ،یا نبی اللہ** کہا جائے، جیسے دعائے وسیلہ **یا محمد انی توجھت بک الی ربی۔۔۔ الخ**، اس کی جگہ **یا رسول اللہ** کہا جائے۔

آیت 7

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ(۷۲)

اے حبیب! تمہاری جان کی قسم! بیشک وہ کافر یقیناً اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

(سورہ الحجر، آیت72)

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ(۱)وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ(۲)

مجھے اِس شہر کی قسم۔ جبکہ تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

(سورہ البلد، آیت2،1)

وَ قِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ(۸۸)

رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(سورہ الزخرف، آیت88)

وَ الْعَصْرِ(۱)

زمانہ محبوب کی قسم۔

(سورہ العصر، آیت1)

اے مسلمانوں! اتنا بڑا مقام و مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کس کو مل سکتا ہے کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی قسم، ان کی باتوں کی قسم، ان کے زمانے کی قسم اور ان کی جان کی قسم یاد فرمائی، ہاں محبوبیت کبری کا یہی مطلب ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اللہ پاک نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا جو اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب ہو نہ کبھی ان کی جان کے علاوہ کسی کی جان کی قسم یاد فرمائی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان، بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اللہ پاک کی بارگاہ میں اس قدر بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم یاد فرمائی جبکہ دیگر انبیاء کرام کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوا۔ اور ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اللہ پاک کے یہاں اتنی زیادہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے آنے والی خاک کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد فرمایا مجھے قسم ہے اس شہر کی۔

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نیچے آنے والی خاک کی قسم یاد فرماتا ہے، نظر حقیقت میں اس جملے کا مطلب بالکل پاک اور صاف ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم یاد فرمانا اس لئے ہوتا ہے کہ لوگوں کے

نزدیک لوگوں کی بنسبت اس چیز کا شرف اور فضیلت اور واضح ہو جائے تاکہ وہ جان لیں کہ یہ چیز اشرف و اعلیٰ ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اللہ پاک کی بنسبت اعظم ہے۔

آیت 8

قرآن کریم نے کئی مقامات پر انبیاء کرام علیھم السلام سے ان کے دور کے کفار کی جاہلانہ اور سخت گفتگو کو ذکر کیا ہے اور انبیاء کرام اپنے حلم عظیم اور فضل کریم کے لائق جو جواب دیتے اسے بھی ذکر کیا۔

سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کی قوم نے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(٦٠)

بیشک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(٦١)

فرمایا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن میں تو ربُّ العالمین کا رسول ہوں۔

(سورہ الاعراف، آیت 60،61)

سیدنا ھود علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کی قوم نے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ(٦٦)

بیشک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(٦٧)

(ہود نے) فرمایا: اے میری قوم! میرے ساتھ بے وقوفی کا کوئی تعلق نہیں۔

میں تو ربُّ العالمین کا رسول ہوں۔

(سورہ الاعراف، آیت 66،67)

سیدنا شعیب علیہ الصلوۃ والسلام سے مدین نے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (۹۱)

اور بیشک ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے اور تم ہمارے نزدیک کوئی معزز آدمی نہیں ہو۔

(سورہ ھود، آیت 91)

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ

شعیب نے فرمایا: اے میری قوم! کیا تم پر میرے قبیلے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے۔

(سورہ ھود، آیت 92)

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے فرعون نے کہا:

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا (۱۰۱)

اے موسیٰ! بیشک میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا ہوا ہے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (۱۰۲)

فرمایا: یقینا تو جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو عبرتیں کرکے آسمانوں اور زمین کے رب ہی نے نازل فرمایا ہے اور اے فرعون! میں یہ گمان کرتا ہوں کہ تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔

(سورہ بنی اسرائیل، آیت 101،102)

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں کفار نے جو زبان درازی کی تو اس کا جواب اللہ پاک نے عطا فرمایا ہے، مختلف طریقوں سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بے عیبی کو بیان فرمایا

ہے، جگہ بجگہ دشمنوں کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات کو دور کرتے ہوئے قسم یاد فرمائی، یہاں تک کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جواب سے بے پرواہ کر دیا اور اللہ پاک کا جواب ارشاد فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خود جواب دینے سے بہت زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہوا

1- کفار نے کہا:

يَاَيُّهَا الَّذِىْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (٦)

اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے! بیشک تم مجنون ہو۔

(سورہ الحجر، آیت 6)

اللہ پاک نے فرمایا:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (٢) وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (٣) وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (٤) فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ (٥) بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (٦)

تم اپنے رب کے فضل سے ہر گز مجنون نہیں ہو۔ اور یقینا تمہارے لیے ضرور بے انتہا ثواب ہے۔ اور بیشک تم یقینا عظیم اخلاق پر ہو۔ تو جلد ہی تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں کون مجنون تھا۔

(سورہ القلم، آیت 2،3،4،5،6)

گویا کہ فرمایا گیا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان دیوانوں کی بدزبانی پر صبر کرتے اور حلم و کرم سے پیش آتے ہیں، آپ جیسا حلم و صبر سارے عالم کے عقلمندوں میں سے کسی کے پاس ہو تو بتادے، آپ کا تو اخلاق اس درجے کا ہے کہ سارے جہاں کے سمجھ دار جمع ہو جائیں تب بھی آپ کے اخلاق حسنہ کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے، پھر اس سے بڑھ کر اندھا کون جو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لفظ سے یاد کرے مگر یہ ان کا اندھا پن بھی چند دنوں کا ہے، آج اپنے پاگل پن میں وہ کفار جو چاہیں کہہ لیں، آنکھیں کھلنے کا دن قریب ہے اور دوست و دشمن سب پر واضح ہو جائے گا کہ مجنون کون تھا۔

2-وحی کچھ دنوں تک نہیں آئی تو کافر بولے:

اِنَّ مُحَمَّداً وَدَّعَهُ رَبُّهُ وَ قَلاهُ

بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور ناپسند کیا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

وَ الضُّحٰی (۱) وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی (۲) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی (۳) وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی (۴) وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (۵)

چڑھتے دن کے وقت کی قسم۔ اور رات کی جب وہ ڈھانپ دے۔ تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا اور نہ ناپسند کیا۔ اور بیشک تمہارے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(سورہ الضحیٰ، آیت 1،2،3،4،5)

فرمایا گیا کہ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے چہرہ نور کی قسم، اور آپ کی زلفوں کی جب چمکتے رخساروں پر آجائیں، یہ کفار بھی سمجھتے ہیں کہ آپ کے رب کی آپ پر کیسی کرم نوازی ہے اور اسی کرم کو دیکھ دیکھ کر جلتے رہتے ہیں اور حسد کی وجہ سے یہ طوفان بدتمیزی مچاتے ہیں مگر انہیں یہ خبر نہیں آنے والے ہر وقت میں آپ کو نعمتیں ملیں گی وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کان نے سنی نہ کسی انسان یا فرشتے کے خیال میں آئی جس کا مختصر سا اشارہ یہ ہے کہ جس دن دوست دشمن سب پر واضح ہو جائے گا کہ آپ کے برابر کوئی محبوب نہ تھا، لیکن اگر یہ

اندھے لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے تو آپ پر اللہ پاک کی عظیم و کثیر نعمتیں رحمتیں آج سے تو نہیں ہمیشہ سے ہی ہیں تو کیا آپ کے پچھلے احوال انھوں نے نہیں دیکھے اور ان کو یقین نہیں آیا کہ جو نظر عنایت آپ پر ہے وہ ایسی نہیں کہ بدل جائے گی۔

3- کفار نے کہا:

لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ

تم رسول نہیں ہو۔

(سورہ الرعد، آیت 43)

اللہ پاک نے فرمایا:

یٰسٓ(۱) وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ(۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ(۳)

یس۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔ بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔

(سورہ یس، آیت 1 تا 3)

4- کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعری کا عیب لگایا، اللہ پاک نے فرمایا:

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ(۶۹)

اور ہم نے نبی کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔

(سورہ یس، آیت 69)

5- منافقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے اور ان میں سے کوئی کہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ ان تک ہماری باتیں پہنچ جائیں، تو باقی کہتے: پہنچ بھی گئی تو کیا ہو گا، ہم سے پوچھیں گے ہم انکار کر دیں گے، قسمیں کھالیں گے، انھیں یقین آجائے گا، کیونکہ

هُوَ اُذُنٌ ؕ

وہ تو کان ہیں۔

یعنی مراد یہ تھی جیسی ہم سے سنیں گے مان لیں گے

اللہ پاک نے فرمایا:

اُذُنُ خَيۡرٍ لَّـكُمۡ

تمہاری بہتری کے لئے کان ہیں۔

(سورہ التوبہ، آیت 61)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال حلم و کرم سے تمہاری باتوں کو ظاہر نہیں فرماتے ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے رازوں کی اور چھپی ہوئی باتوں پر آگاہی ہے۔

6-ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ ناپاک جملہ کہا:

لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ لَيُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ ؕ

قسم ہے اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نہایت ذلت والے کو نکال دے گا

اللہ پاک نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ(۸)

حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو معلوم نہیں۔

(سورہ المنافقون، آیت 8)

7- عاص بن وائل بدبخت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر (نسل ختم ہو جانا) کہا

اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ(۱)

اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی بلندی اس کی محتاج نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ڈنکا تو قیامت قائم ہونے تک دنیا کے کونے کونے میں بجے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کا خطبہ تو ہمیشہ زمین و آسمان کے گوشے گوشے میں پڑھا جائے گا، پھر اولاد بھی وہ پاکیزہ عطا ہو گی جن کی بقا سے عالَم کی بقا ہو گی، بلکہ حقیقت میں تمام عالَم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد معنوی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی سب کی پیدائش ہوئی، اسی لئے جب آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتے تو یوں کہتے: یا ابنی صورۃ و اباى معنی یعنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے والد۔ پھر آخرت میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا ہے وہ اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ پر رب کی ایسی عنایت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اذیت پر غمگین نہ ہوں بلکہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ(۲)اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ۠(۳)

تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

(سورہ الکوثر)

جن بیٹوں پر اس بد بخت کو ناز ہے یعنی عمرو بن ہشام رضی اللہ عنہما یہ بیٹے اس کے دشمن ہو جائیں گے اور اسلام قبول کر کے دین کے اختلاف کی وجہ سے اس کی نسل سے جدا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی بیٹوں میں شامل ہو جائیں گے۔

8-جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو جمع فرما کر نصیحت کی اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ ابو لہب بد بخت بولا:

تَبًّا لكَ سائِرَ اليَومِ ، أَلِهذا جَمَعْتَنا؟

تمہارے لئے ہمیشہ ٹوٹنا اور ہلاک ہونا ہو کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّ تَبَّؕ(۱) مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَ مَا کَسَبَؕ(۲) سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍۚۖ(۳) وَّ امۡرَاَتُهٗؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِۚ(۴) فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ۠(۵)

ابو لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔ اب وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

(سورہ اللھب)

خلاصہ کلام یہ کہ اس انداز کی آیات قرآن پاک میں کئی مقامات پر ہیں۔

آیت 9

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا(۷۹)

قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا، مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا کے بارے میں سوال ہوا تو ارشاد فرمایا وہ شفاعت ہے۔

اس دن آدم علیہ السلام سے عیسی علیہ السلام تک سب انبیاء علیھم السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ا نا لھا ا نا لھا میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے فرمائیں گے۔ انبیاء و فرشتے سب خاموش ہوں گے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرمائیں گے، سب کی نظریں جھکی ہونگی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قیام اور سجدے میں ہونگے، سب خوف کی جگہ میں ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امن دے رہے ہونگے، سب کو اپنی فکر ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی فکر میں ہونگے، اللہ پاک کی بارگاہ میں سجدہ کریں گے، ان کا رب فرمائے گا: یا مُحَمَّدُ، اِرۡفَعۡ رأْسَكَ، وقُلۡ تُسۡمَعۡ لكَ، وسَلۡ تُعطَهُ، واشفَعۡ تُشَفَّعۡ

اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی، اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

اس وقت اولین و آخرین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ثنا کی دھوم ہوگی اور دوست دشمن موافق مخالف ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کبری و سیادت عظمی پر ایمان لائے گا۔

آیت 10

قرآن پاک کا تفصیلی مطالعہ کیجئے تو ہر جگہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سب سے بلند و بالا نظر آتی ہے، یہ وہ سمندر ہے جس کے بیان کو در کار ہیں۔

1-حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ (۸۷)

اور مجھے اس دن رسوانہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔

(سورہ الشعراء، آیت 87)

پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود ارشاد فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

جس دن اللہ نبی اور ان لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے رسوانہ کرے گا

(سورہ التحریم، آیت 8)

2-ابراہیم علیہ السلام نے ملاقات کی تمنا ظاہر کی:

اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دکھائے گا

(سورہ الصفت، آیت 99)

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بلا کر یہ نعمت عطا فرمائی:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں سیر کرائی

(سورہ بنی اسرائیل، آیت 1)

3-ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:

سَيَهْدِينِ

وہ مجھے راہ دکھائے گا

(سورۃ الصفت، آیت 99)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا:

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (۲)

اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے

(سورہ الفتح، آیت 2)

4-ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے مہمان ہوئے:

هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِينَ (۲۴)

اے حبیب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔

(سورہ الذریات، آیت 24)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا فرشتے ان کے لشکر میں شامل ہوئے اور سپاہی بنے:

وَأَيَّدَهٗ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا

اور اُن لشکروں کے ساتھ اُس کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھے

(سورۃ التوبہ، آیت 40)

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ (۱۲۵)

تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے گا۔

(سورہ آل عمران، آیت 125)

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (۴)

اور اس کے بعد فرشتے مدد گار ہیں۔

(سورۃ التحریم، آیت 4)

5- موسی علیہ السلام کو رب تعالی نے فرمایا کہ آپ نے اللہ پاک کی رضا چاہی

وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى

تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو

(سورہ طٰہٰ، آیت 84)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی رضا کا اعلان فرمایا:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے

(سورہ البقرہ، آیت 144)

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (۵)

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(سورہ الضحی، آیت 5)

6- موسی علیہ السلام سے طور پر کلام فرمایا تو سب پر ظاہر فرما دیا:

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى (۱۳) اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۱۴)

اور میں نے تجھے پسند کیا تو اب اسے غور سے سن جو وحی کی جاتی ہے۔ بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔

(سورہ طٰہٰ، آیت 13،14)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے لا مکان کلام فرمایا اور سب سے چھپایا:

فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ﴿ؕ۱۰﴾

پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔

(سورہ النجم، آیت 10)

7-داؤد علیہ السلام کو ارشاد ہوا:

لَا تَتَّبِعِ الۡہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ

نفس کی خواہش کے پیچھے نہ چلنا ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گا

(سورہ ص، آیت 26)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ﴿ؕ۳﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿ۙ۴﴾

اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے۔ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

(سورہ النجم، آیت 3،4)

8-نوح و ہود علیہما السلام کی دعا قرآن میں بیان فرمائی:

رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ بِمَا کَذَّبُوۡنِ ﴿۲۶﴾

اے میرے رب! میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

(سورۃ المؤمنون، آیت 26 اور 39)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود ارشاد ہوا:

وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ﴿۳﴾

اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

(سورۃ الفتح، آیت 3)

9-نوح و ابراہیم علیہما السلام کی اپنی امت کے لئے مانگی گئی دعا کو بیان کیا:

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

(نوح نے کہا) اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر میں حالتِ ایمان میں داخل ہونے والے کو اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو بخش دے

(سورۃ نوح، آیت 28)

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾

(ابراہیم نے کہا) اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو گا۔

(سورۃ ابراہیم، آیت 41)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنی امت کی مغفرت مانگنے کا حکم دیا

وَ اسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

اور اے حبیب! اپنے خاص غلاموں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(سورہ محمد، آیت 19)

10-ابراہیم علیہ السلام نے بعد والوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی:

وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿ۙ۸۴﴾

اور بعد والوں میں میری اچھی شہرت رکھ دے۔

(سورۃ الشعراء، آیت 84)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾

اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(سورۃ الم نشرح، آیت 4)

اس سے بھی اعلیٰ خوشخبری یہ ملی:

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت 79)

11- ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے واقعے میں فرمایا کہ انھوں نے لوط علیہ السلام کی قوم سے عذاب دور کرنے کے لئے بہت کوشش کی:

یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ

اے ابراہیم! اس بات سے کنارہ کشی کر لیجیے

(سورۃ ھود، آیت 74 اور 76)

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:

اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا ؕ

اس میں تو لوط (بھی) ہے۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا

ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے،

(سورۃ العنکبوت، آیت 32)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو

(سورۃ الانفال، آیت 33)

12- خلیل علیہ السلام نے عرض کی:

رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ (۴۰)

اے ہمارے رب اور میری دعا قبول فرما۔

(سورۃ ابراہیم، آیت 40)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے امتیوں کو ارشاد ہوا:

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا

(سورۃ المؤمن، آیت 60)

13- موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی معراج دنیا کے ایک درخت پر ہوئی:

نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

برکت والی جگہ میں میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت سے انہیں ندا کی گئی

(سورۃ القصص، آیت 30)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہیٰ اور فردوس اعلیٰ تک بیان فرمائی:

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (۱۴) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ (۱۵)

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔

(سورۃ النجم، آیت 14 اور 15)

14- موسی علیہ السلام نے فرعون کے پاس جانے سے پہلے عرض کی:

وَ يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ (۱۳)

اور میرا سینہ تنگ ہو گا اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول بنا دے۔

(سورۃ الشعراء، آیت 13)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود سینے کی کشادگی کی دولت بخشی:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۱)

کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟

(سورۃ الم نشرح، آیت 1)

15- موسی علیہ السلام کے لئے فرمایا، انھوں نے فرعون کے پاس جاتے ہوئے عرض کیا:

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (۴۵) قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِيْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰى (۴۶)

اے ہمارے رب! بیشک ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی سے پیش آئے گا۔ اللہ نے فرمایا: تم ڈرو نہیں، بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں میں سن رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔

(سورۃ طٰہٰ، آیت 45 اور 46)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود نگہبانی کی خوشخبری عطا کی

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

(سورۃ المائدہ، آیت 67)

16- عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے امتیوں سے کہا:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡكُفۡرَ قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الۡحَـوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِۚ

پھر جب عیسیٰ نے ان (بنی اسرائیل) سے کفر پایا تو فرمایا: اللہ کی طرف ہو کر کون میرا مددگار ہوتا ہے؟ مخلص ساتھیوں نے کہا: "ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

(سورۃ آل عمران، آیت 52)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انبیاء ومرسلین علیھم السلام کو حکم فرمایا:

لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ

تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا

(سورۃ آل عمران، آیت 81)

کسی نبی کو جو ملا وہ سب اور اس سے افضل واعلیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

"آیات کے علاوہ چند وحی ربانی"

پہلی وحی:

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

آدم علیہ السلام سے جب لغزش ہوئی تو انھوں نے اپنے پرودگار کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میری مغفرت فرما۔ اللہ پاک نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں روح ڈالی، میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا دیکھا، میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا، بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ محبوب ہے، اب کی بار تو نے اس کا وسیلہ دے کر مجھ سے مانگا ہے تو میں تجھ پر نظر رحمت فرماتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

دوسری وحی:

اللہ پاک نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ! محمد (ﷺ) پر ایمان لاؤ اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کرو کہ اس پر ایمان لائیں کیونکہ اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے میں آدم کو نہ پیدا کرتا، نہ جنت دوزخ بناتا، جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لاالٰه الا الله محمد رسول الله لکھ دیا، تو وہ ٹھہر گیا۔

تیسری وحی:

حضور خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا۔ آدم علیہ السلام

کو چن لیا۔ حضور کو کیا فضل دیا؟ فوراً جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب ارشاد فرماتا ہے: اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تو تمہیں حبیب کیا۔ اور اگر موسیٰ سے زمین میں کلام فرمایا، تم سے لا مکان میں کلام کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا نام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ اور بیشک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کوئی پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر میں نے آدم کو چن لیا تو تمہیں ختم الانبیاء کیا اور تم سے زیادہ عزت والا کسی کو نہ بنایا، قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر سایہ کرے گا، اور حمد کا تاج تمہارے سر پر سجایا جائے گا، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ جہاں میرا ذکر ہو تمہارا بھی ساتھ ضرور ہو اور بیشک میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے بنایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں، اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

چوتھی وحی:

اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دیں کہ جو **احمد** کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ عرض کی: اے میرے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا: میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی، میں نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا، اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہولے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی: الٰہی! اس کی امت کون ہے؟ فرمایا: وہ بڑی حمد کرنے والی اور ان کی دیگر صفاتِ جلیلہ نے ارشاد فرمائیں، عرض کی الٰہی! مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا: ان کا نبی انہیں میں سے ہو گا۔ عرض کی: الٰہی مجھے اس نبی کی امت میں کر۔ فرمایا: تو زمانہ میں مقدّم اور وہ متاخر ہے، مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

پانچویں وحی:

مجھ سے میرے رب نے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی خلت بخشی اور موسی سے کلام کیا اور تجھے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا دیدار عطا فرمایا۔

چھٹی وحی:

آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی؟ ارشاد ہوا: اے آدم! اپنا سر اٹھاؤ۔ آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آیا، عرض کی: اے اللہ! یہ نور کس کا ہے؟ فرمایا: یہ نور ایک نبی کا ہے تیری اولاد میں سے ہے، اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔

ساتویں وحی:

اللہ پاک نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: میں نے تجھ پر سات احسان کئے، ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان وزمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت والا نہ بنایا۔

بعض روایات میں ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اے محمد! تو میرے نور کا نور ہے، اور میرے راز کا راز، اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے۔ میں نے اپنی بادشاہت عرش سے لے کر ساتوں زمینوں کے نیچے تک سب تجھے عطا فردیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد!۔

ارشادات سید المرسلین ﷺ

پہلا:

میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ پاک سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کریگا۔

دوسرا:

میں قیامت کے دن تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

تیسرا:

میں قیامت کے دن تمام آدمیوں کا سردار ہوں، اور یہ فخریہ نہیں فرماتا۔ اور ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ فخریہ نہیں کہتا اس دن سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

چوتھا:

میں جن و انسانوں اور ہر سرخ اور سیاہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز پڑھنے کی جگہ ہوئی، اور میرے آگے ایک مہینہ کے فاصلے تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں عطا ہوئی، یہ سب انبیاء سے جدا خاص میرا حصہ تھا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے فضیلت دی گئی (جو کہ سورۃ حجرات سے آخر قران تک ہے) اور دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار میں ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میں اور میری امت

قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہو گا اور تمام انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر نہیں۔ اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھی سے شفاعت کی شروعات ہو گی، اور کچھ فخر نہیں اور میں قیامت کے دن تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

نوٹ: اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث شریف کو حفظ کرلے تاکہ اپنے آقائے نامدار کے فضائل و خصائص پر مطلع رہے۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

پانچواں:

مکان اقدس پر کچھ صحابہ کرام علیھم الرضوان بیٹھے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے انتظار میں گفتگو کر رہے تھے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے تو صحابہ کو اس گفتگو میں پایا کہ ایک نے کہا کہ اللہ پاک نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا: حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے بے واسطہ کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا: اور عیسیٰ (علیہ السلام) روح اللہ ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم قریب آئے اور ارشاد فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں، اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور بیشک وہ ایسے ہی ہیں، اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں، اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔ سن لو، اور میں اللہ پاک کا پیارا ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں، اور میں روزِ قیامت لواء حمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے، اور کچھ تفاخر نہیں۔ اور میں پہلا شافع ہوں

اور پہلا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ پاک میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر داخل کرے گا، اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے ، اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ اور میں سب اگلے پچھلوں سے اللہ پاک کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا ہوں، اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

چھٹا:

اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوقات میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ کئے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا۔ پس میں تمام مخلوق الٰہی سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل۔

(اس مفہوم کی کئی روایات اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہیں)

آخرت سے متعلق فضائل پر احادیث

1- ہم زمانے کے اعتبار سے بعد میں تشریف لائے اور قیامت کے دن ہر فضل میں آگے ہیں اور ہم سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔

2- جب رحمت خاص کا زمانہ آیا تو اللہ پاک نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لئے کمال اختصار کیا۔ ہمارا ظہور بعد میں ہوا اور روز قیامت رتبے میں آگے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر وناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسی اللہ کے صفی اور میں اللہ کا حبیب ہوں، اور میرے ساتھ قیامت کے دن لواء الحمد ہو گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "میرے لئے کمال اختصار فرمایا" کے بارے میں علماء فرماتے ہیں۔

(۱) مجھے مختصر کلام بخشا یعنی تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر

(۲) میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود اس کی وضاحت میں مزید فرماتے ہیں

(۳) میرے لئے امت کی عمریں مختصر کیں تاکہ دنیا کے دھوکے سے جلد نجات پائیں، گناہ کم ہوں اور آخرت کی نعمت تک جلد پہنچیں (۴) میری امت کے لیے لمبے حساب کو اتنا مختصر فرمادیا کہ فرمایا جائے گا" اے امت محمد! میں نے تمھیں اپنے حقوق معاف کیے۔ آپس میں ایک دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ"۔

(۵) میری امت کے لئے پل صراط کی راہ جو کہ پندرہ ہزار سال کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کی چمک۔

(۶) قیامت کا دن جو پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر

جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ہیں۔

(۷) علوم و معارف جو ہزار سال کی محنت وریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند دنوں کی صحبت کے سبب میرے اصحاب پر ظاہر فرمادے۔

(۸) زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلا دیکھنا فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا

(۹) مجھ پر کتاب اتاری جس کے گنتی کے صفحوں میں تمام اشیاء جو گزر گئیں اور آنے والی ہیں ان کا روشن تفصیلی بیان ہے جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔ اس زیادہ اور کیا اختصار تصور کیا جاسکتا ہے

(۱۰) یہ کہ مشرق سے مغرب تک اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرمادیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں

(۱۱) یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا

(۱۲) پچھلی امتوں پر جو طویل اور مشقت والے اعمال تھے اس امت سے اٹھا لئے، پچاس نمازوں کی پانچ ہو گئیں اور ثواب پچاس ہی کا رکھا گیا۔

3- ہر نبی کے لئے ایک دعا تھی جو وہ دنیا میں کر چکے اور میں نے اپنی دعا قیامت کے دن کے لئے باقی رکھی ہے، وہ دعا میری امت کے لئے شفاعت ہے۔ اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں۔ اور سب سے پہلے میں روضہ مبارک سے اٹھوں گا، اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا، اور کچھ فخر نہیں۔ آدم اور ان کے بعد

جتنے ہیں سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ پاک مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک اعلان کرنے والا پکارے گا: کہاں ہیں احمد اور ان کی امت؟ تو ہم آخر بھی ہیں اور ہم پہلے بھی ہیں، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے۔

4- حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صالح علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے اونٹی کو اٹھایا جائے گا وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو کر میدان محشر میں آئیں گے، معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اور یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور اپنے ناقہ مقدسہ عضباء پر سوار ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہو گی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیاء سے الگ خاص مجھی کو عطا ہو گا، اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حشر ہو گا کہ میدان محشر میں اس کی پشت پر اذان دے گا، جب انبیاء اوران کی امتیں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ سنیں گے تو سب بول اٹھیں گے کہ ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔

5- میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا، پھر مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک لباس پہنایا جائے گا۔

احادیث الشفاعة

یہ بات واضح ہے کہ شفاعت عظمیٰ و محبوبیت کبریٰ کا سہرا صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور پر ہے اور شفاعت کی احادیث متواتر ہیں مگر بعض میں الفاظ کا فرق ہے کہ اگر سب کو الگ الگ بیان کیا جائے تو تحریر بہت طویل ہو جائے گی لہذا ان الگ الگ الفاظ والی روایات کو ایک مضمون کی شکل میں ایک ساتھ خلاصۃً پیش کیا گیا ہے۔

1- قیامت کے دن اللہ پاک سب کو ایک ایسے وسیع و ہموار امید ان میں جمع کرے گا کہ دیکھنے والا سب کو دیکھ سکے اور پکارنے والے کی آواز سب سن سکیں، دن لمبا ہو گا اور سورج اس دن دس سال کی گرمی کے برابر گرم ہو گا۔ پھر سورج کو لوگوں کے سروں کے قریب کیا جائے گا یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنے شروع ہوں گے۔ آدمی کے قد برابر پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہو گا یہاں تک کہ آدمی ڈبکیاں کھانے لگیں گے جس سے ڈبکیوں کی غڑپ غڑپ آواز آنے لگے گی، سورج کے قریب ہونے کی وجہ سے غم اور تکلیف اس درجے کو پہنچے گی کہ طاقت میں بھی طاقت اور تحمل نہ رہے گا۔ رہ رہ کر تین بے چینیاں لوگوں کو اٹھیں گی۔ آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو، کس حال کو پہنچ گئے ہو، کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس تکلیف سے نجات دے، پھر خود ہی مشورہ کریں گے کہ آدم علیہ الصلوۃ و السلام ہمارے باپ ہیں، ان کے پاس چلتے ہیں، پھر آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جائینگے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہو گیا ہے، عرض کریں گے اے ہمارے والد اے آدم! آپ ابو البشر ہیں، اللہ پاک نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنے پاس سے روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے

نام سکھائے اور آپ کو اپنا صفی کیا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے تاکہ ہمیں اس جگہ سے نجات دے، آپ دیکھیں ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچ گئے ہیں۔ آدم علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے میں اس منصب پر نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی فرمائے گا، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے اپنے والدِ ثانی نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ پاک نے زمین پر بھیجا، وہ خدا کے شاکر بندے ہیں۔ لوگ نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! اے نبی اللہ! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا، اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا۔ آپ دیکھیں ہم کس حال کو پہنچ گئے، آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے تاکہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام فرمائیں گے، میں اس منصب پر نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہو گا، آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عرض کرینگے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے، خلیل الرحمن ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔ لوگ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کرینگے اے خلیل الرحمن، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں اس کے خلیل ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام فرمائیں گے، میں اس منصب پر نہیں، یہ کام میرا نہیں،

آج مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عرض کرینگے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائینگے تم موسٰی (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، اللہ پاک نے انہیں توریت دی اور ان سے کلام فرمایا، اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر مقبول کیا۔ لوگ موسٰی علیہ الصلٰوۃ و السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کرینگے اے موسٰی! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ پاک نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، آپ دیکھیں ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں، آپ دیکھیں ہم کس صدمے میں ہیں۔ موسٰی علیہ الصلٰوۃ و السلام فرمائیں گے، میں اس منصب پر نہیں، یہ کام مجھ سے نہیں ہو گا، مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی فرمائے گا، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم عیسٰی (علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمے اور روح اللہ ہیں کہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرتے اور مُردے زندہ کرتے تھے۔ لوگ مسیح علیہ الصلوۃ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرینگے، اے عیسٰی! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم (رضی اللہ عنہا) کی طرف القاء فرمایا، اور اس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے جھولے میں کلام کیا، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دے۔ آپ دیکھیں ہم کس مصیبت میں ہیں، مسیح علیہ الصلٰوۃ و السلام فرمائینگے، میں اس منصب پر نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہو گا، مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے نہ کبھی ایسا کیا نہ فرمائے گا، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے، اس شخصیت کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ نے فتح رکھی ہے، اور آج کے دن بے خوف ہے، اس

کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے، تم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا۔) اور آج وہ یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ، وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں۔(صلی اللہ علیہ وسلم)

(اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے) ہر طرف سے مایوس ہو کر شافع محشر کے پاس حاضر ہوئے۔ عرض کریں گے

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اے اللہ کے نبی ! آپ وہ ہیں کہ اللہ پاک نے جنت کے دروازے کا کھلنا آپ سے شروع فرمایا، اور آج آپ دوسروں کو امن دینے والے اور خود مطمئن ہو کر تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے، میں شفاعت کے لئے ہوں، میں ہی تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تم لوگ پورے میدان محشر میں ڈھونڈ رہے تھے، اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔

(یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے)

مسلمان اتنی ہی روایت کو ایمان کی نظر سے دیکھیں اور سب سے پہلے اللہ پاک کی اس حکمت پر غور کریں کہ اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلٰوۃ والسلام کی بارگاہوں میں جانا الہام فرمائے گا۔ اور پہلے ہی بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا خیال نہیں ڈالے گا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو یقینا شفیع مشفع ہیں۔ پہلے ہی یہیں آجاتے تو شفاعت پاتے مگر اولین و آخرین و موافقین و مخالفین تمام کی تمام مخلوق پر کیسے یہ بات کھلتی کہ

یہ جلیل القدر منصب اسی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ خاصہ ہے۔ پھر یہ سوچیں کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ اس حدیث کو سن چکے اور بے شمار بندے اس حال کے جاننے والے، میدان محشر میں صحابہ و تابعین و ائمہ و محدثین و اولیائے کاملین وعلمائے عاملین سبھی موجود ہوں گے پھر کیوں یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں اتنی دیر تک کسی کو بالکل بھی یاد نہ آئے گی۔ پھر حضرات انبیاء سے وقتاً فوقتاً جواب سنتے جائیں گے پھر بھی دھیان نہیں آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے خبر دینے والے نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلٰوۃ و السلام کو دیکھئے، وہ بھی ایک کے بعد دوسرے انبیاء کے پاس بھیجتے جائیں گے۔ یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو، تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ یہ سارے اہتمام نبی پاک صلی اللہ علیہ کی عظمت وشان کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

2-جب قیامت کا دن ہو گا تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا اور کچھ فخر نہیں۔

3-میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر تشریف لا کر دروازہ کھلواؤں گا، دروازے پر موجود فرشتہ عرض کرے گا: کون ہے؟ میں فرماؤں گا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ عرض کرے گا: مجھے حضور ہی کے لئے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں، نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔

4-قیامت کے دن میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا، سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

5- قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک منبر نور کا ہو گا، اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا، ندا کرنے والا آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی صلی اللہ تعالی علیہ و سلم۔ انبیاء علیھم السلام کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے؟ اعلان کرنے والا واپس جائے گا، دوبارہ آکر یوں ندا کرے گا: کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالی علیہ و سلم؟ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ و سلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے، دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے، اللہ پاک ان کے لئے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ و سلم اپنے رب کے لئے سجدہ میں گریں گے۔

6- جب مسلمانوں کا حساب کتاب اور ان کا فیصلہ ہو چکے گا، جنت ان سے نزدیک کی جائیگی۔ مسلمان آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ اللہ پاک سے عرض کر کے ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں تم نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس بھیجیں گے۔ وہ فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں تم موسٰی کلیم اللہ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں مگر تم عیسٰی روح اللہ و کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں مگر تمہیں عرب والے نبی امّی (صلی اللہ علیہ و سلم) کی طرف راہ بتاتا ہوں۔ لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے، اللہ پاک مجھے اجازت دے گا، میرے کھڑے ہوتے ہی ایسی خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہو گی، یہاں تک کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک نور کر دے گا۔

7-امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ قرض تھا اس سے فرمایا: قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں پر فضیلت بخشی، میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے قسم کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس کو تھپڑ مارا۔ یہودی نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں شکایت کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اس کو تھپڑ مارا ہے راضی کر لو، اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "سن اے یہودی! آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں، اور میں حبیب اللہ ہوں۔ بلکہ اے یہودی! اللہ پاک نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے۔ اللہ پاک سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا، اللہ پاک مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا۔ بلکہ سن اے یہودی! جنت اس وقت تک کسی نبی کے لئے حلال نہیں جب تک میں تشریف نہ لے جاؤں۔ اور سب امتوں پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ میری امت داخل نہ ہو جائے۔

شان امام الانبیاء بزبان ملائکہ وانبیاء (علیہم السلام)

1- انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثناء کی اور اپنے فضائل کے خطبے پڑھے۔
سب کے بعد حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

آپ سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور تمام لوگوں کا رسول بنایا، خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ہوں، اور مجھ پر قرآن اتارا اور اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے، اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل، اور زمانے کے اعتبار سے آخری اور مرتبے کے اعتبار سے پہلے ہے اور میرے لئے میرا سینہ کھول دیا۔ اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا۔ اور میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا۔ اور مجھے فاتح و خاتم النبیین بنایا۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبے سے فارغ ہوئے تو ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حضرات انبیاء علیہم السلام سے فرمایا: اسی لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے، حضور نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا:

مجھے میرے رب نے افضل کیا۔

2- جبریل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کی: میں نے مشرق و مغرب ساری زمین الٹ پُلٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا، نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔

3- صحابہ کرام علیہم الرضوان کہتے ہیں: ہم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، اچانک ایک بادل آیا، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی: ایک عرصے سے میں اپنے رب سے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اجازت دی، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش خبری سناتا ہوں کہ اللہ پاک کو حضور سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔

4- حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت والے واقعے کے بارے میں فرماتی ہیں: مجھے تین شخص نظر آئے جیسا کہ سورج ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے، ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت تک اپنے پروں میں چھپایا اور کان مبارک میں کچھ کہا جو میری سمجھ میں نہ آیا مگر اتنی بات میں نے بھی سنی کہ اس نے عرض کی:

اے محمد! خوش خبری ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم ایسا نہیں جو حضور کو نہ ملا ہو، تو حضور کا علم ان سب میں زیادہ اور شجاعت سب پر غالب، جو نصرت کی کنجیاں حضور کے ساتھ ہیں، حضور کو رعب دبدبہ عطا کیا گیا، جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو۔ اے اللہ پاک کے نائب۔ (یہ کہنے والے حضرت رضوان علیہ السلام تھے)

انبیاء کرام کی امامت کروانے کے متعلق احادیث

1- میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیاء میں دیکھا، موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو نماز پڑھتے پھر نماز کا وقت آیا میں نے امامت فرمائی۔

2- میرے لئے انبیاء جمع کئے گئے، جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے امامت فرمائی۔

3- مجھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بہت لوگ جمع ہو گئے، موذن نے اذان کہی اور نماز کا اہتمام ہوا، ہم سب صف باندھے منتظر تھے کہ کون امام ہوتا ہے۔ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا، میں نے نماز پڑھائی، سلام پھیرا، تو جبریل نے عرض کی: حضور نے جانا یہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی: ہر نبی جس کو اللہ پاک نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا۔

4- جبریل نے اذان کہی، اور آسمان سے فرشتے اترے اور اللہ پاک نے حضور کے لیے مرسلین جمع فرما کر بھیجے۔ حضور نے ملائکہ و مرسلین کی امامت فرمائی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

5- جبریل نے آکر مجھے یوں سلام کیا:

السلام علیک یا اول، السلام علیک یاآخر، السلام علیک یا ظاہر، السلام علیک یا باطن۔

اے اول آپ پر سلام، اے آخر آپ پر سلام، اے ظاہر آپ پر سلام، اے باطن آپ پر سلام۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ تو خالق کی صفتیں ہیں مخلوق کو کیسے مل سکتی ہیں؟ عرض کی: میں نے خدا کے حکم سے حضور کو سلام کیا ہے، اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے، اپنے نام و صفت سے حضور کے لئے نام و صفت مشتق فرمائے ہیں۔ حضور کا اول نام رکھا ہے کہ حضور سب انبیاء سے پیدائش میں پہلے ہیں۔ اور آخر اس لئے کہ ظہور میں سب سے آخر۔ اور آخری امت کی طرف خاتم الانبیاء ہیں اور باطن اس لئے کہ اللہ پاک نے حضور ﷺ کے والد آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجا یہاں تک کہ اللہ پاک نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے۔ اور اللہ پاک کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتے۔ اور ظاہر اس لئے کہ حضور کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانہ میں حضور کو تمام دینوں پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف و فضل سب آسمان و زمین پر واضح کیا، تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجا ہو، اللہ پاک حضور پر درود بھیجے، حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد۔ اور حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: حمد ہے اس خدا کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام اور صفت ہیں۔

خصوصیات والی احادیث

1- مجھے چھ وجہ سے سب انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ مجھ سے پہلے وہ فضائل کسی کو نہ ملے۔

2- ہمیں تین وجہ سے تمام لوگوں پر فضیلت ہوئی۔

3- میں نے چار وجہ سے فضیلت پائی۔

4- میں پانچ وجہ سے انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔

5- مجھے وہ ملا جو کسی نبی نے نہ پایا۔

6- جبریل نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: باہر جلوہ فرما کر اللہ پاک کے وہ احسان جو حضور پر کئے ہیں بیان فرمایئے۔ پھر مجھے دس فضیلتوں کی خوش خبری دی گئی کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ پائی۔

نوٹ: مختلف عدد ان روایات میں بیان کیے گئے لہذا ان میں حصر نہیں بلکہ سو دو سو پر بھی اختتام نہیں، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو بکر! مجھے ٹھیک طریقے سے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

1- بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اللہ پاک کی بارگاہ میں تمام مخلوق الٰہی سے عزت و کرامت میں زائد ہیں۔

2- اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی، تو ان میں سے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دل کو پسند فرمایا، اسے اپنی ذات کریم کے لیے چن لیا۔

اقوال صحابہ

1- حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راویت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: جب حمل اقدس میں چھ مہینے گزرے ایک شخص نے سوتے میں مجھے ٹھوکر ماری اور کہا:

اے آمنہ! تمھارے حمل میں وہ ہے جو تمام جہان سے بہتر ہے۔ جب وہ پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا۔ (صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ وسلم۔)

2- تمہارے حمل میں عالَم کا بہترین شخص اور سارے جہان والوں کا سردار ہے۔

خاتمہ

اعلی حضرت رحمہ اللہ علیہ نے 10 آیات اور 100 احادیث کا فرمایا تھا مگر رسالے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث 100 سے بھی کئی زیادہ ہیں، اور یہ بات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی بیان فرمائی کہ تیس سے زیادہ حدیثیں تو مقصد میں فائدہ پہنچانے والی ایسی ہیں جو ان سو کے علاوہ ہیں۔ اسی طرح تعلیقات ذکر کیں اس کو تو شمار ہی نہیں کیا، آیات کے ضمن میں کثیر احادیث آئیں۔ اسی طرح طویل احادیث کو مختصر کر کے اور کہیں صرف اتنا حصہ تحریر کیا جس کو بطور دلیل بیان کرنا مقصود تھا، اسی طرح ایک جیسی روایات جو مختلف راویوں سے مروی تھیں ان میں سے صرف ایک ہی کو بیان کیا باقی کا حوالہ دے دیا۔

بشارت عظمی

اس رسالے کے لکھنے کے زمانے میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو خواب دیکھے ان میں سے ایک یہ ہے:

خواب میں دیکھا کہ اپنے مکان کے بڑے دروازے کے آگے شارع عام پر کھڑا ہوں، اور دبیر بلور (کرسٹل / صاف و شفاف شیشہ) کا ایک فانوس ہاتھ میں ہے، میں اسے روشن کرنا چاہتا ہوں، دو شخص داہنے بائیں کھڑے ہیں وہ پھونک مار کر بجھا دیتے ہیں، اتنے میں مسجد کی طرف سے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتے ہی وہ دونوں مخالف ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔ حضور پر نور ملجائے بیکساں مولائے دل و جاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اور اتنے قریب رونق افروز ہوئے کہ شاید ایک بالشت یا کم کا فاصلہ ہو، اور بکمال رحمت ارشاد فرمایا: پھونک مار، اللہ روشن کر دے گا۔ مصنف (اعلی حضرت) نے پھونکا، وہ نور عظیم پیدا ہوا کہ سارا فانوس اس سے بھر گیا۔

میری دیگر تحریریں پڑھنے کے لئے اس لنک پر جائیں، اور کتاب کھول کر نیچے pdf کو آپشن کو کلک کر کے ڈاؤن لوڈ کریں۔

https://archive.org/details/@farazattari26